رجسٹرڈ ایل ۱۰۹۳

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

الحکم

چھاؤ دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲۱	قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۱۹ء	نمبر ۲۶

سالانہ جلسہ

آج احباب کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر سے کچھ درج اخبار کرتا ہوں یہ تقریر آج سے پانچ سال قبل آپنے سالانہ جلسہ ہی کے موقع پر بیان فرمائی تھی۔ (محمود احمد)

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُومٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ (سورۃ بقرہ ۔ رکوع ۲۵)

دنیا میں انسان جو کام کرنے لگتا ہے اسی قسم کی دوسری مثالوں کو دیکھ ان سے نتائج اخذ کرلیتا ہے مثلاً نئی کمیٹی بنانے دوسری کمیٹیوں کے قواعد ضوابط منگوا کر دیکھ لیتے ہیں ان سے انھیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک پریزیڈنٹ ہوتا ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہاں ہماری انجمن کا بھی پریزیڈنٹ ہونا چاہیے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ایک سکرٹری ہوتا ہے وہ سکرٹری بنالیتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ ایک محاسب ہوتا ہے وہ بھی محاسب بنالیتے ہیں اسی طرح وہ تجارتی کمیٹی۔ جو نئی بنتی ہے وہ دوسری تجارتی کمپنیوں کے قواعد و ضوابط منگواتی ہے تعلیمی کمیٹی بنانے والے اور ایسی کمیٹیوں سے فائدہ اوٹھاتے ہیں تو ہر ایک قسم کی کمیٹی بنانے والے

اپنے سے پہلی نظروں سے فائدہ اٹھا کر اُن کے قواعد پر عمل کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی ان کو کرنا بھی چاہیئے کیونکہ بڑا بیوقوف ہے وہ انسان جو تجربہ شدہ بات کو چھوڑ کر خود بخود تجربہ کرنا شروع کر دے۔ اور اگر ہر کام میں اسی طرح کرنے لگے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اتنی تو کسی کی عمر بھی نہیں ہو سکتی کہ وہ سارے تجربے خود کر سکے وہ تو اسی کوشش اور سعی میں ہی وفات پا جائے گا۔ تو تجربہ شدہ باتوں سے فائدہ اوٹھانا عقلمندوں کا کام ہے۔

سالانہ جلسہ کی اہمیت

ہمارے لیے جلسہ بھی ہر سال آنے والی چیز ہے۔ جسطرح وہ کمیٹیاں دوسری اپنی ایسی کمیٹیوں کے قواعد سے نتیجہ اخذ کرتی ہیں۔ اسی طرح ہمیں بھی چاہیئے کہ اس جلسہ کے رنگ کی کسی چیز سے نتائج اخذ کر کے فائدہ اُٹھاویں۔ ہم اپنے جلسہ کو کسی کمیٹی یا جلسہ سے کسی طرح مشابہت نہیں دے سکتے۔ انجمنیں اور کمیٹیاں دنیا میں بہت ہیں۔ مگر ان سے ہمارے جلسے کو اسلیے مشابہت نہیں ہے کہ وہ انسانوں کی بنائی ہوئی ہیں مگر ہم جس کام کی نظیر چاہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اسی کا قائم کردہ ہے۔ لوگ کئی جگہ اکٹھے ہوتے ہیں میلے لگتے ہیں جلسے ہوتے ہیں لیکن ہم کسی میلے کے لیے اکٹھے نہیں ہوتے۔ ہماری غرض تماشا دیکھنا نہیں ہوتی۔ دنیا کے لوگ تماشوں کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں بڑے بڑے سامان لاتے ہیں خرید و فروخت ہوتی ہے۔ ہم اسکے لیے کبھی جمع نہیں ہوتے۔ اب ہم جو قواعد بنائیں تو کس طرح بنائیں۔ اور کس چیز سے اپنے اجتماع سے مشابہت دیں۔ اسکے لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی چیز دنیا میں ایسی ہے جس سے ہمارے جلسے کو مشابہت ہو سکتی ہے۔ وہ حج ہے۔ حج کوئی میلہ نہیں۔ نمائش نہیں۔ کسی انجمن کا جلسہ نہیں۔ وہ خدا کا کام ہے اور دین کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ خدا کے نبیوں کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔ اس لیئے ہمیں چاہیئے کہ حج کے لیے جو قواعد و ضوابط ہیں ان سے فائدہ اُٹھائیں۔ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے۔ اس میں حج کے متعلق احکام ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حج کچھ معلوم مہینے ہیں (محرم۔ ذیقعد رجب۔ ذی الحج سارا مہینہ یا دس دن) پس جو کوئی ان میں حج کا قصد کرے اسکو کیا کرنا چاہیئے۔ وہ یہ کرے کہ حج میں رفث۔ فسوق۔ جدال نہ کرے یا اسکے لیے جائز نہیں ہر وہ شخص جو حج کیلیے جاتا ہے اسکے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حج میں رفث فسوق اور جدال نہ کرے۔ رفث کیا ہے؟ جماع کو کہتے ہیں یہ بھی حج میں منع ہے۔ لیکن اس کے معنی اور بھی ہیں۔ جو یہاں چسپاں ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں بدکلامی۔ گالیاں دینا۔ گندی باتیں بیان کرنا۔ گندے قصے سنانا۔ لغو اور بیہودہ باتیں کرنا۔ جیسے پنجابی میں گپیں مارنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر کوئی حج کو جاتا ہے۔ تو اسے کسی قسم کی بدکلامی نہیں کرنا چاہیئے۔ گندے قصے نہ بیان کرنا چاہئیں۔ گپیں نہ مارنا چاہئیں۔ فسوق کے معنی ہیں کہ اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نکل جانا۔ تو حاجیوں کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری سے باہر نہ نکلیں۔ اور تمام احکام کو بجا لائیں۔ پھر جہاں لوگوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں لڑائیاں بھی ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں۔ اور بعض تو بالکل متضاد واقع ہوتی ہیں۔ اس لیے ان میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہی کہ اس نے میری جگہ لے لی مجھے دھکا دیدیا۔ وغیرہ وغیرہ اسلیے فرمایا کہ لڑائی نہ کرنا۔ اس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو تبلایا ہے کہ جب تم حج کے لیے نکلو تو یہ تین باتیں یاد رکھو۔ آج جلسے کا

پہلا دن ہے۔ اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لیے مقرر کیا تھا۔ آج **احمدیوں کے لیے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے۔ مگر اس سے جو اصل غرض قوم کی ترقی تھی وہ انھیں حاصل نہیں ہو سکتی۔** کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضے میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ **اس لیے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لیے مقرر کیا ہے** ہمارے آدمیوں میں سے جن کو خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے۔ حج کرتے ہیں۔ مگر وہ فائدے جو حج سے مقصود ہے وہ سالانہ جلسہ پر ہی آکر اوٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اس غرض کے لیے نکلے وہ گندی اور لغو باتیں نہ کرے اور خدا کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرے۔ اور لڑائی جھگڑا بھی نہ کرے۔

پس میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں

کہ آپ لوگوں کو اگر یہاں آکر فائدہ اوٹھانا ہے تو ان احکام پر عمل کرو۔ ایک دوسرے سے فضول باتیں کرنا۔ گپیں ہانکنا لغو اور بیہودہ قصے سننا سنانا۔ اور بہت جگہ بھی ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان ہی باتوں کو نابود کرنے کے لیے تلوار کھینچی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کو مٹا کر یہ اجتماع قایم کیا ہے۔ تو جس طرح اس شخص کے لیے وہ حج بے فائدہ اور غیر مفید ہے۔ جو رفث۔ فسوق۔ اور جدال کو حج کے ایام میں نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح اس جلسہ میں آنیوالا وہ شخص ثواب اور فائدے سے محروم رہتا ہے جو ان باتوں کو نہیں چھوڑتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ**۔ تمھیں ان باتوں کے چھوڑنے میں دقتیں پیش آئنگی مشکلات ہونگی۔ مثلاً ایک شخص کو کسی نے گالی دے دی اگر وہ یہ کہے کہ میری غیرت نہیں برداشت کر سکتی۔ میں اس سے ضرور بدلا لونگا۔ ایسا آدمی اگر صبر سے کام لے تو اُس کے کسقدر مشکل ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اسطرح خدا کے لیے کروگے تو کیا یہ ضائع کیا جاییگا۔ ہرگز نہیں۔ تم بھی بھلائی کا کام کرو۔ ہم اسکو خوب جانتے ہیں۔ تم اپنے افسروں اور حاکموں کو خوش کرنے کے لیے بڑی بڑی تکلیفیں اوٹھاتے ہو اور چاہتے ہو کہ وہ تمھاری ان خدمات کو دیکھیں لیکن جب تم کو یہ معلوم ہو کہ ہم جو کچھ خدا کے لیے تکلیف برداشت کرینگے۔ اس کے دیکھنے اور جاننے والا خدا موجود ہے تو کیا تم اسکے لیے تکلیف نہیں برداشت کر سکتے؟ **وتزودوا**۔ جب دنیا میں لوگ سفر کے لیے نکلتے ہیں تو کیسی تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ اور سامان سفر کے مہیا کرنے کے لیے انسان کس طرح اسباب۔ اور دیگر اشیاء مہیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ جو تم ایک جگہ جمع ہوئے ہو تو یہ تمھارے ایک آخرت کی سفر کی تیاری ہے۔ تمھیں چاہیئے کہ جب تم چھوٹے چھوٹے سفروں کے لیے سامان مہیا کرتے ہو۔ تو اسکے لیے بھی کرو۔ اور سب سے اچھا سامان تو یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اگر تمھیں تکالیف اور مشکلات برداشت کرنی پڑیں تو کرلو۔ دنیا میں انسان اگر کسی دکھ اور تکلیف کے برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا تو اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں ایسا کرونگا تو مجھے نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ مثلاً کسی نے کسی کو گالی دی تو وہ یہ سمجھے گا کہ اگر میں نے اسکا جواب نہ دیا اور چپ ہو رہا۔ تو میری ہتک اور ذلت ہوگی۔ تو انسان نقصان کے خطرہ کی وجہ سے تکلیف برداشت کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **واتقون یا اولی الالباب** ہمارے مقابلہ میں تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اسلیے اے عقلمندو تم مجھ سے ہی ڈرو۔ اگر تم مجھ سے ڈروگے۔ تو کون ہے جو تمھیں نقصان پہنچا سکے۔

تو یہ خوب یاد رکھو کہ رفث۔ فسوق اور جدال تو ہمیشہ ہی منع ہے۔ مگر اس اجتماع کے موقع پر اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ انسان ہمیشہ کے لیے اپنے آپ پر دباؤ نہیں ڈال سکتا۔ مگر ایک وقت کے لیے تو وہ ڈال سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی کو گالی دے رہا ہو۔ لیکن اس کو اسی وقت اپنے افسر کے سامنے جانا پڑے تو وہ اپنی زبان کو روک لیگا۔ اور اپنے نفس پر دباؤ ڈالیگا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب جو تم خدا کے حکم سے جمع ہوئے ہو تو ان باتوں کو اس موقع پر قطعاً چھوڑ دو۔ اور ان کو چھوڑ کر جو تم بھلائی کماؤ گے۔ اس کو اللہ خوب جانتا ہے۔ تم لوگ جو ان جلسہ کے پانچ ایام میں ان باتوں کو چھوڑ دو گے۔ اور اپنے نفس پر ظلم برداشت کرو گے اور اپنے نفس کو مارو گے تو یہ جو تمہاری بھلائی ہوگی۔ خدا تعالیٰ اسکو بھلائے گا نہیں۔ بلکہ اسی کے عوض تم سے ساری عمر کے لیے یہ باتیں چھڑا دے گا۔ ایک کسان کھیت میں بیج ڈال کر اس کو خدا کے حوالے کر آتا ہے۔ تم بھی اس بیج کی طرح اپنے دلوں میں اس بھلائی کو ڈال کر خدا کے حوالے کر دو۔ وہ خود اُسے بڑھائے گا۔ اور اسکی حفاظت کرے گا۔ بیج ضرور ہونا چاہئیے۔ اسکو بڑھانا خدا کا کام ہے۔ اور وہ ضرور بڑھاتا ہے پھر ان دنوں میں جو کچھ کرنا چاہیے وہ بھی خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے۔ فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ؕ یعنی جب تم مناسک حج کو پورا کر لو تو ساتھ ہی اسطرح خدا کو یاد کرنا شروع کر دو جس طرح تم اپنے ماں باپ کو یاد کرتے تھے۔ اور خدا کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر کرو۔ یہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماں باپ کا جس طرح ذکر کرتے تھے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا کرو۔ ماں باپ کا تعلق تو بہت محدود تعلق ہوتا ہے۔ لیکن جو ہمیں اس خدا تعالیٰ کے قائم کردہ جلسہ سے تعلق ہے وہ بہت بڑھ کر ہے۔ اس لیے ہمیں اس سے نصیحت ملی کہ جیسا حج میں رفث۔ فسوق اور جدال منع ہیں ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں اور جیسا حج میں مناسک حج کے بعد ذکر خدا کا حکم ہے اسی طرح ہماری جماعت جب لیکچر سننے سے فارغ ہو جائے تو فاذکروا اللہ خدا کے ذکر میں لگ جائے ❊

اس حکم میں وہ لوگ شامل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جب حج کر چکتے تو اپنے آباؤ اجداد کا نام لیکر ان کا ذکر کرتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کا ذکر کرو۔ جیسا کہ تم اپنے آباء کا کرتے ہو اس کے یہی معنی نہیں ہیں کہ جسطرح تم اپنے ماں باپ کی تعریف کرتے ہو اسی طرح اس سے زیادہ خدا کی کرو۔ بلکہ یہ بھی کہ جسطرح کوئی چھوٹا بچہ ماں باپ سے جب بچھڑ جاتا ہے تو روتا اور چلاتا ہے۔ اور اسوقت تک آرام نہیں لیتا جبتک اپنے ماں باپ کو نہ پالے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ خدا کے لیے انسان کو تڑپنا اور بلکنا چاہیئے جن لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ تم جو اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو اس سے بڑھ کر خدا کا کرو۔ وہ تو گذر گئے (اہل عرب حج کے بعد اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے فخریہ بیان کیا کرتے تھے) مگر ہمارے لیے یہ موقع ہے تم یقیناً سمجھو کہ جو لوگ ان احکام کو مانینگے۔ اور ان پر عمل کریں گے اور اپنے اندر نمایاں تغیر اور تبدیلی دیکھینگے۔ اور جو یہاں سے واپس جائینگے تو بہت سی ان کمزوریوں سے جنکو وہ دور کرنا چاہتے تھے اور وہ دور نہیں ہوتی تھیں آسانی سے دور کر دینگے خدا تمھیں اسکی توفیق دے۔

رہائش کے متعلق ہدایات ایک اور بات بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ سردی کے دن ہیں سردی سے بچنا اور بغیر کافی کپڑوں کے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔

مومن کی جان قیمتی چیز ہے

ہم جو اسقدر کوشش کرتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑھے تو اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں کیا انکی ہمیں قدر نہیں؟ بہت بڑی قدر ہے۔ پس تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔

اور سردی سے بچنے کے لیے بہت کوشش کرو۔ بعض لوگ اپنے ڈیروں پر ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ دن تو بہت زیادہ عبادت کرنے کے دن ہیں۔ اسلیے نماز باجماعت پڑھنا چاہیے مومن کبھی سست نہیں ہوتا۔ تم نے تو بڑے کام کرنے ہیں تمھارے آگے ساری دنیا ہے جس کو تم نے فتح کرنا ہے جو لوگ دارالعلوم میں رہتے اور وہ مسجد نور میں۔ اور جو قادیان میں رہتے ہیں وہ چھوٹی اور بڑی مسجدوں میں نمازیں پڑھیں +

ہوش کر اے منکرِ احمد نبی ناداں نہ ہو

از نتیجۂ فکر فاضل راجیکی

یہ اشعار آپ نے سفر مالا بار میں اپنی علالت اور سخت تکلیف کی گھڑ یوں میں مخالفین نبوت کو مخاطب کرکے فی البدیہہ کہے اور نظر ثانی بھی نہیں فرمائی جو ہدیہ ناظرین ہیں۔ (محمود احمد)

ہوش کر اے منکرِ احمد نبی ناداں نہ ہو
سجدۂ آدم سے بن ملکوت اُو شیطاں نہ ہو
نوح کشتی بان آیا وقت طوفاں شکر کر
کافر نعمت نہ بن اور غرقہ طوفاں نہ ہو
جنگ کرنا ساتھ ابراہیم کے اچھا نہیں
آتش کفار اُس بن سرد اور بستاں نہ ہو
جب تلک موسیٰ نہ ہو فرعون سے پانا نجات
ہو بہت مشکل۔ تو مثل بلعم ناداں نہ ہو۔
کیا مسیحا سے عداوت ہو تجھے مثل یہود
باز آ۔ بے ایکے تیرے درد کا درماں نہ ہو
رحمۃ للعلمیں ہے جان پاک مصطفےٰ۔
بولہب بننے سے ڈر رحمت سے تا حرماں نہ ہو
ہے نبوت فضل و رحمت اور نعمت بالیقیں
یہ نہ ہو جس قوم میں اس میں کبھی ایماں نہ ہو۔

جانتے ہو کون ہیں مغضوب جنہیں یہ نہیں
پس غضب کا ہی نشاں جو اسپہ تم نازاں نہ ہو
اُمت خیر رسل کی شان ہی خیر الامم
خیر کا ہے اگر کچھ خیر کا عنواں نہ ہو

حضرت منشی روڑے خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صرف دو باتیں

(جو)

مکرم سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی مہاجر قادیان نے سنائیں

معجزات ایکدفعہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بٹالہ کے اسٹیشن پر تشریف فرما تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ حضور معجزہ کسے کہتے ہیں۔ حضرت نے مثال کے طور پر فرمایا کہ منشی جی معجزہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنے پیر سے کہتا ہے کہ حضرت دعا فرمائیں کہ ہوا چل جائے۔ پیر دعا کرتا ہے دعا قبول ہوتی ہے ہوا چل پڑتی ہے۔ مرید کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور ساتھ ہی اعتقاد میں ترقی کر جاتا ہے۔ مگر ایک دوسرا شخص دیکھ رہا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کیا بات ہے۔ ہوا تو چلا ہی کرتی ہے۔ پس بعینہٖ حقیقت معجزہ کی ہے

موت کی ایک لطیف بات وفات سے ایکدن قبل میں نے کہا کہ منشی جی اب تو صحت اچھی ہے فرمایا۔ حقصائی ہمیشہ بھیڑ کو پکڑتا ہے اور اون اوتارتا ہے بھیڑ یہ خیال کرتی ہے کہ مجھے ہلکا کرکے چھوڑ دیگا حتیٰ کہ ایکدن قصاب اسکو پکڑتا ہے اور لٹاتا ہے۔ بھیڑ یہی خیال کرتی ہے کہ مجھکو ہلکا کرکے چھوڑ دے گا مگر وہ دن بجائے اون اتارنے کے چھری کا آجاتا ہے ❊

سفرِ مصر!

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

گذشتہ سے پیوستہ

ازہر ہم ازہر یونیورسٹی میں داخل ہونے کے شوق میں دواں دواں جا رہے تھے۔ اور اس شدید اشتیاق کے اثر کے ماتحت ہم ازہر کے خیال میں ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں چپ و راست کی طرف ذرا بھی توجہ نہ تھی۔ تاکہ میں آپ صاحبوں کے سامنے قاہرہ کے بازار کا کچھ نقشہ کھینچ سکوں ÷

قاہرہ کا بازار ہاں اتنا بتا سکتا ہوں کہ بازار وسیع تھا۔ دوکانیں نہایت خوبصورت صاف۔ مرتب تھیں راستہ کا فرش نہایت پکا اور صاف ستھرا اور چھڑکاؤ کیا ہوا تھا۔ یہ اسلیے کہ نئے بوٹوں کے سبب میں پھسل پڑا۔ اور جوں کا توں پھسل کر سیدھی ناک چلدیا۔ گویا کہ میں نہیں کوئی اور پھسلا ہے۔

ہم راستہ پوچھتے پوچھاتے ازہر کے قریب جا پہنچے تو کیا ہے؟ ایک عظیم الشان وسیع عمارت سے ایک گونج کی آواز سی آ رہی ہے۔

ہم ازہر یونیورسٹی کے اندر اور اُس کا نظارہ ہم ایک بازار سے ہوتے ہوئے اُسکے مغربی دروازے سے ایک چھوٹے مربع شکل دالان میں داخل ہوئے۔ جو بے چھت تھا۔ اس کا سامنے کا ضلع تین قوس دار ستونوں پر مشتمل تھا۔ فرش صاف خوبصورت پتھر سے پچی کاری کیا ہوا تھا۔ اس سے گذر کر ایک بڑا مستطیل صحن پایا جس کے وسط میں ایک حوض تھا۔ ادھر اُدھر ہمنے بعض کو خراٹے لیتے ہوئے چت سویا ہوا پایا۔ بعض کو انگڑائیاں اور جمائیاں لیتے ہوئے دیکھا۔ بہت کے چہرے مرجھائے ہوئے۔ ایک دو وضو کر رہے تھے۔ ایک آدھ نماز کی ٹھونگیں مار رہا تھا۔ کچھ شور شرابا بھی کر رہے تھے۔ اس کھلے میدان میں یہ نظارہ قدرے بھیانک تھا۔ اور بعد میں جاکر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ رمضان شریف کی برکت سے تھا۔ کیونکہ وہ لوگ ایام رمضان میں رات بھر جاگتے اور گپوڑے لگاتے رہتے ہیں۔ سحری کھاکر کہیں سوتے ہیں تو عصر کے قریب بمشکل جاگ کر افطار کی تیاریاں کرتے اور دن کے گذرنے کے لیے دل بہلاتے ہیں۔

وہ لوگ رمضان کے رات دن کیسے گزارتے ہیں میں آگے جاکر مفصل ذکر کروں گا۔

اس بڑے مستطیل صحن کے تینوں ضلعوں پر چپ و راست و بر پشت لمبے لمبے دالان ستونوں پر استادہ ہیں۔ سامنے شرقی ضلع پر تین ضلعوں سے زیادہ فخیم و وسیع عمارت ہے۔ جسکی طرف ہمیں اشارا کر کے بتلایا گیا کہ وہ جامع یعنی ازہر یونیورسٹی یا (محراب مسجد) ہم جوں جوں اسکی صحن کو طے کرتے ہوئے اسکی طرف جاتے تھے۔ وہ گونج خلط ملط آوازوں میں تقسیم ہوتی ہوئی معلوم ہوئی۔ جب ہم ذرا نزدیک ہوئے تو شور و غل کے ساتھ ہمیں جوق در جوق بیٹھے ہوئے لڑکوں اور نوجوانوں کی گردنیں ہلتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔ جب ہم اس جامع کے اندر پہنچے تو کیا دیکھا؟ کہ جابجا

ممبروں پر ٹانگیں لٹکائے ہوئے۔ لمبے لمبے صاف ستھرے چوغے اور جبّے پہنے ہوئے۔ اور چھوٹی چھوٹی سفید پگڑیاں سر پر لپیٹے اور لمبی لمبی گردن نہیں نکالے ہوئے علماء آوازیں کس کس کر زور شور سے یکقال یقول کا درس دے رہے ہیں۔ یا اپنے طالب علموں سے دقیانوسی بحثیں اور جھگڑے کر رہے ہیں۔ ہر ایک ممبر کے ارد گرد چالیس پینتالیس طالب علم حلقے باندھے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ اُستاد شاگرد دونوں ہل ہلکر سر دھن رہے تھے۔ ایک فرق یہ ضرور تھا کہ اُستاد دائیں بائیں آگے پیچھے لڑکوں کو دیکھ بھال کر ایک طرف سے دوسری طرف سینہ پھیر پھیر کر ڈرے ہوئے اونٹوں کی طرح سے گردنیں اِدھر اُدھر موڑ کر آوازیں نکال رہے تھے۔ اور طالب علم صرف آگے پیچھے ہی جھولتے تھے اور اپنے اُستادوں کی طرف مونھ اُٹھائے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ جب ہم پہنچے تو اُستادوں نے آوازوں کو تان تان کر اور بلند کیا اور کبھی کبھی کن انکھیوں سے ہمیں بھی دیکھتے جاتے تھے اُدھر طالب علم آگے بڑھ بڑھکر خواہ مخواہ کی بحثیں چھیڑتے اور اُستادوں کو شکست دینے کی کوشش کرتے تھے۔

ایک طالب علم کے اعتراض کا جواب ختم ہوتا ہی تھا ایک دوسرا سر اُٹھا کر اور سینہ اوبھار کر ایک دوسرا اعتراض جڑ دیتا تھا۔ لیکن اُستاد کا ستر زبان۔ گلا ہی اس قابل تھا۔ کہ ان لڑکوں کی اعتراضوں کی بوچھار کا لگاتار مقابلہ کرتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اصل مضمون سبق اس شور میں کہیں غائب ہو گیا تھا۔ اور دوسرے دن پھر اسے شروع کرنے کے وعدے پر وقت ختم ہوا۔

ہم ایک حلقے سے بیزار ہو کر دوسرے میں ہوکے گئے تیسرے کو جاتے تھے۔ لیکن چاروں مذہب حرام۔ کوئی آواز ہمارے کان پڑے سنائی دیتی ہو۔ میں نے خیال کیا کہ یہ شور سغداہ صرف ہمارے آنے پر پیدا ہو گیا ہے۔ کہ گویا ہر ایک ایک دوسرے سے بڑھ بڑھکر زبان قال سے کہہ رہا تھا کہ میں عربی کے علوم و فنون کو سب سے بہتر جانتا ہوں۔

بغیر مبالغہ یوں تھا کہ ہمارا جانا ایک موسم برسات ہے اور ان کا قال یقول مینڈک کو ٹرانا۔ یا کووں اور دوسرے جانوروں کا اکٹھے ملکر کائیں کائیں اور شور مچانا ہے مجھے تو ڈیڑھ گھنٹے میں ہی سر درد شروع ہو گیا۔ اور شیخصاحب کا رنگ بھی پھیکا پڑ گیا اور ہونٹوں پر پپڑی جم گئی۔

ہماری حالت کیا تھی

اس اندھیرے اور وسیع عالی بڑے بڑے ستون دار تعلیم گاہ یا مسجد میں ہماری اندرونی حالت کیا تھی؟ ایک حیرت زدہ شخص کی سی تھی جو موجودہ زمانے کے متمدن شہر کی سیر کرتے کرتے خوبصورت نظاروں کو دیکھتے دکھاتے اور اس قسم کے اور خوشنما منظروں کے شوق میں ٹہلتے ٹہلتے کہیں بد قسمتی سے اُلٹے پاؤں یکایک ایسا چکر کھائے کہ اپنے آپ کو دو ہزار برس پہلے کی درس گاہ یا ظلمت کدہ میں اچانک کھڑا ہوا پائے۔ اور کیا ہو؟ کہ حیران و پریشان اِدھر اُدھر نظر ڈالتا ہو اپنے جسم کو اور آس پاس کی چیزوں کو دیکھتا بھالتا ہے کہ آیا یہ خواب تو نہیں! اور دل میں یہی کہتا ہے کہ خدا کرے کہ یہ خواب ہی ہو۔

باقی پھر انشاء اللہ تعالےٰ

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت کی طبیعت ابھی قدرے ناساز ہی ہے۔

(۲) ۱۷ ۔ اور ۱۸ کی درمیانی شب کو حضرت نواب صاحب قبلہ کی مشکوئے معلیٰ میں ایک اور صاحبزادی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ لمبی عمر اور نیک اختر اور صاحب اقبال بنائے۔ آمین ہم نواب صاحب کو صدق دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

(۳) جناب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے تین ماہ کے لیے نظارت امور عامہ سے رخصت حاصل کر لی ہے۔ انکی جگہ جناب زین العابدین سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر مقرر ہوئے ہیں۔ شاہ صاحب بہت عمدگی سے کام کو کر رہے ہیں

(۴) ۱۸۔ نومبر کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور تشریف لائے۔ نور ہسپتال کا معائنہ فرمایا۔ خاکسار شیخ محمود احمد نے بحیثیت نائب ایڈیٹر الحکم ایک خیر مقدم پیش کیا۔ جو صاحب بہادر نے خوشی سے منظور فرمایا۔

(۵) ۱۶۔ نومبر ۱۹۱۹ء کو مولوی عظیم اللہ صاحب نابھوی نے جو مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خدام میں سے تھے قادیان میں ایک بجے دن کے وفات پائی۔ مرحوم کے مختصر حالات اگلے اخبار میں درج ہوں گے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

قابل توجہ سکرٹری صاحبان ہر جگہ کے سکرٹری صاحبان اپنی جماعتوں کی مکمل فہرستیں ان احباب کی جو جلسے پر آئینگے تیار کر کے ناظر صاحب انتظام مکانات کے نام جلد بھیجدیں۔

مبارکباد

احباب کو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ خبر درست تھی کہ مولوی انشاءاللہ خان صاحب ... ناجوریں آنریری مجسٹریٹ درجہ دوم مقرر ہوئے ہیں۔ ہم احمدی ان کی تقرری پر صدق دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللھم زد فزد